نافرمان و ایذا دینے والی عورت کو طلاق دینا کیسا؟

تحریر
ابو الامین مبین عطاری مدنی

نظر ثانی
مفتی انس رضا قادری مدظلہ العالی
(بانی، الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی و سینئر مفتی، دارالافتاء اہلسنت دعوت اسلامی)

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ بلاوجہ طلاق دینا کیسا ہے اور اگر کسی ضرورت کے سبب طلاق دی جائے تو کیسا ہے جیسے عورت نافرمان، بے پردہ، ایذا دینے والی ہو تو طلاق دینا جائز ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق وا لصواب

بلاوجہ شرعی طلاق دینا ممنوع و مکروہ اور مبغوض ہے کیونکہ حدیث پاک میں اس کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے البتہ ضرورت شرعی ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب ،مثلا عورت ایذاء دیتی ہو یا نماز نہ پڑھتی ہو اور بعض دفعہ طلاق دینا واجب ہوتا ، مثلا اگر مرد کسی عذر کیوجہ سے حق زوجیت ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اس عذر کا ازالہ بھی ممکن نہ ہو تو مسنون طریقے سے طھر(عورت کے پاکی کے دنوں)کے اندر ایک ہی طلاق دینا جائز ہے لہذا حیض میں طلاق دینا یا طھر میں تین طلاقیں اکھٹی دینا ناجائز ہے بہرصورت طلاق واقع ہوجائے گی۔

سورہ نساء میں ہے،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًاؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْــٴًـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا،

یعنی، اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔

تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے تحت فرمایا ،

”ولذا استدل بالآية على أن الطلاق مكروه“،یعنی، اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ طلاق مکروہ ہے۔(روح المعانی، سورۃ النساء آیت نمبر 19، جلد دوم، صفحہ نمبر 413، التراث)

مشکوۃ شریف میں ہے،

”عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَبْغَضُ الْحَلاَلِ إِلَى اللهِ الطلاقُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُد“

یعنی، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔" اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔(مشکوۃ المصابیح، باب الخلع و الطلاق، جلد 2، صفحہ نمبر 978، التراث)

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت فرمایا،

”وَالأَصَحُّ حَظْرُهُ إِلاَّ لِحَاجَةٍ لِلأَدِلَّةِ الْمَذْكُورَةِ، وَيُحْمَلُ لَفْظُ الْمُبَاحِ عَلَى مَا أُبِيحَ فِي بَعْضِ الأَوْقَاتِ، أَعْنِي أَوْقَاتَ تَحَقُّقِ الْحَاجَةِ الْمُبِيحَةِ،وَأَمَّا إِذَا لَمْ تَكُنْ حَاجَةٌ، فَمَحْضُ كُفْرَانِ نِعْمَةٍ وَسُوءِ أَدَبٍ فَيُكْرَهُ“

یعنی، صحیح یہی ہے کہ طلاق ضرورت کے بغیر ممنوع ہے۔ اور لفظ "مباح" کا مطلب ہے کہ یہ بعض اوقات میں جائز ہے، یعنی جب ضرورت کی حالتیں واقع ہوں جو اس کی اجازت دیتی ہیں۔ لیکن جب کوئی ضرورت نہ ہو، تو یہ محض نعمت کی ناشکری اور بدتہذیبی ہے، اس لیے یہ مکروہ ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ، باب الخلع و الطلاق، جلد 5، صفحہ نمبر 2137، التراث)

البدائع و الصنائع میں ہے،

”إِنَّ الطَّلاَقَ الْمَسْنُونَ هُوَ الطَّلاَقُ لِحَاجَةٍ، وَالْحَاجَةُ تَنْدَفِعُ بِالطَّلْقَةِ الْوَاحِدَةِ فَكَانَتْ الثَّانِيَةُ وَالثَّالِثَةُ فِي الطُّهْرِ الثَّانِي وَالثَّالِثِ تَطْلِيقًا مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ فَيُكْرَهُ لِهَذَا أَكْرَهُ الْجَمْعَ كَذَا التَّفْرِيقُ إِذْ كُلُّ ذَلِكَ طَلاَقٌ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ“

یعنی، طلاق مسنون وہ ہے جو کسی ضرورت کے تحت دی جائے، اور ضرورت ایک طلاق سے پوری ہو جاتی ہے، لہٰذا دوسری اور تیسری طلاق دوسرے اور تیسرے طھر (پاکی کے دن) میں دینا، بغیر ضرورت کے طلاق دینا ہے، اسی لیے اسے مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اکٹھی تین طلاق دینا یا وقفے وقفے سے دینا بھی مکروہ ہے، کیونکہ یہ سب بغیر ضرورت کے طلاق دینا ہے۔
(البدائع و الصنائع، کتاب الطلاق، جلد 3، صفحہ نمبر 89، التراث)

فتح القدیر میں حاجت وضرورت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

”فَالْحَاجَةُ إِلَى الْخَلاَصِ عِنْدَ تَبَايُنِ الأَخْلاَقِ وَعُرُوضِ الْبَغْضَاءِ الْمُوجِبَةِ عَدَمَ إِقَامَةِ حُدُودِ اللهِ تَعَالَى“

یعنی، (طلاق دینے کی) ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب اخلاق میں تضاد ہو جائے اور ایسی نفرت پیدا ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکے۔(فتح القدیر، کتاب الطلاق، جلد 3، صفحہ نمبر 463، التراث)

فتاوی ہندیہ میں ہے،

"فَهُوَ أَنَّهُ مَحْظُورٌ نَظَرًا إلَى الأَصْلِ وَمُبَاحٌ نَظَرًا إلَى الْحَاجَةِ كَذَا فِي الْكَافِي" یعنی، اصل کے لحاظ سے طلاق ممنوع ہے، اور ضرورت کے لحاظ سے جائز ہے، جیسا کہ "الکافی" میں ہے۔(فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، جلد1، صفحہ نمبر348، التراث)

حاشیہ ابن عابدین میں ہے،

الأَصْلُ فِيهِ الْحَظْرُ وَالإِبَاحَةُ لِلْحَاجَةِ إلَى الخَلاَصِ، فَإِذَا كَانَ بِلاَ سَبَبٍ أَصْلاً لَمْ يَكُنْ فِيهِ حَاجَةٌ إلَى الْخَلاَصِ بَلْ يَكُونُ حُمْقًا وَسَفَاهَةَ رَأْيٍ وَمُجَرَّدَ كُفْرَانِ النِّعْمَةِ وَإِخْلاَصِ الإِيذَاءِ بِهَا وَبِأَهْلِهَا وَأَوْلاَدِهَا،يُسْتَحَبُّ لَوْ مُؤْذِيَةً أَوْ تَارِكَةً صَلاَةً غَايَةٍ، وَمُفَادُهُ أَنْ لاَ إثْمَ بِمُعَاشَرَةِ مَنْ لاَ تُصَلِّي وَيَجِبُ لَوْ فَاتَ الإِمْسَاكُ بِالْمَعْرُوفِ".

یعنی، طلاق کی اصل ممنوع ہے اور خلاصی کی ضرورت کے تحت اس کی اجازت ہے۔ پس جب طلاق بغیر کسی وجہ کے ہو تو اس میں خلاصی کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ حماقت، نادانی، ناشکری، اور بیوی، اس کے اہل خانہ، اور بچوں کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔(لیکن) اگر بیوی تکلیف دینے والی ہو یا نماز چھوڑنے والی ہو تو طلاق مستحب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عورت نماز نہیں پڑھتی اس کے ساتھ رہنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ طلاق دینا اس وقت واجب ہے اگر بیوی کے ساتھ معروف طریقے سے نباہ نہ ہو سکے۔(حاشیہ ابن عابدین، کتاب الطلاق، جلد3، صفحہ نمبر228/229، التراث)

فتاوی رضویہ میں ہے،

بے حاجت بلا عذر شرعی طلاق دینا مکروہ و ممنوع ہے مگر دے گا تو پڑ ضرور جائے گی کہ وہ اس کی زبان پر رکھی گئی "بیدہ عقدۃ النکاح" (نکاح کی گرہ اس کے ہاتھ میں ہے۔) اس کا مرتکب مکروہ، بلکہ گنہگار ہونا بھی اس کے وقوع کو نہیں روکتا جیسے حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے کہ حکم (فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ) "عدت کو پیش نظر رکھ کر طلاق دو" مگر دے گا تو ضرور ہو جائے گی اور یہ گنہگار۔(فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ نمبر332، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے،

طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اُس کا مہر میرے

ذمہ باقی ہو، اس حالت کے ساتھ دربار خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔
اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔

(بہار شریعت، طلاق کا بیان، جلد دوم، صفحہ نمبر 110، مکتبۃ المدینہ)

ھذا ماظهر لعبد الضعيف والله اعلم عزوجل ورسوله اعلم صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم بالصواب

کتبہ،

محمد مبین مدنی

۲۹ جولائی ۲۰۲۴ بمطابق ۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۶ ھ

———◈☆◈

مزید احادیث وشرح، فتاوی اور آرٹیکل پڑھنے کے لئے سوشل میڈیا اکاونٹس فالو کریں۔

فیس بک پیج لنک۔

https://www.facebook.com/abuameenraza

ٹک ٹاک لنک۔

https://www.tiktok.com/@mobeen.raza.attari?_t=8oNuLFIpEzx&_r=1

انسٹاگرام لنک۔

https://www.instagram.com/attar_rhnuma_hein?

❄❄❄❄❄❄❄❄❄❄❄